E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A. Urdu

Paper : 07 – Daastan, Drama, Novel Aur Afsana

Module Name/Title : Sabras : Urdu Ki Pahli Masnavi

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE, MANUU / Prof. Naseemuddin Farees
PRESENTATION	Prof. Naseemuddin Farees
PRODUCER	Md. Imtiyaz Alam

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 4 : ملّا وجہی اور سب رس

ساخت

4.1 تمہید
4.2 حیات
4.3 ادبی خدمات
4.4 سب رس کا قصہ (خلاصہ)
4.5 سب رس کا تنقیدی جائزہ
4.5.1 سب رس کا مرکزی خیال
4.5.2 سب رس کے کردار
4.5.3 سب رس میں وجہی کا اسلوب اور انشا پردازی
4.6 سب رس: ایک تمثیل
4.7 نمونۂ اقتباسات برائے تشریح
4.8 خلاصہ
4.9 نمونۂ امتحانی سوالات
4.10 فرہنگ
4.11 سفارش کردہ کتابیں

4.1 تمہید

داستانیں ہمارے ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ سیاسی حالات و واقعات سے واقفیت کے لیے تاریخ کی کتابیں کافی ہیں، لیکن اگر ہم اپنی تہذیبی تاریخ سے واقف ہونا چاہیں تو ہمیں داستانوں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ خورد و نوش، رہن سہن، رسم و رواج، عقائد و توہمات، لباس، تقاریب غرضیکہ ہند ایرانی طرز معاشرت کی جیسی سچی اور جیتی جاگتی تصویریں ہمیں اردو کی نثری اور منظوم داستانوں کے صفحات پر نظر آتی ہیں، ویسی اور کسی صنف ادب میں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔

اردو داستان نگاری کی تاریخ اور ارتقا پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ علم ہوتا ہے کہ اردو شاعری کی طرح اردو داستان بھی اپنے آغاز کے لیے سرزمین دکن کی مرہون منت ہے۔ دکن میں 1635ء میں لکھی جانے والی ملا اسد اللہ وجہی کی تصنیف ''سب رس'' کو اردو کی پہلی نثری داستان ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ اس داستان کو نہ صرف یہ کہ پہلی نثری داستان ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ اسے اردو کے نثری ادب کی پہلی تصنیف بھی قرار دیا جاتا ہے۔

اس اکائی کے مطالعے کے ذریعے آپ ملا وجہی کی نثر نگاری اور نثر میں ان کے مقام و مرتبے سے واقف ہو جائیں گے۔ چونکہ ''سب رس'' دکنی

نثر میں لکھی گئی پہلی ادبی تصنیف ہے۔ اس لیے اس کے مواد' ادبی حسن' مقفّی نثر اور آہنگ و جمالیات سے واقف ہونا آپ کے لیے ضروری ہے۔ ''سب رس'' ایک تمثیلی داستان ہے۔ آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ تمثیل کی تعریف' اس کی اہمیت و افادیت اور اس کے ادبی رول سے آگاہ ہوں' ساتھ ہی کسی تمثیل کے حقیقی معنی تک پہنچنے کے سلیقے سے بھی آپ واقف ہو جائیں۔ اس اکائی کے مطالعے سے آپ ان تمام امور سے متعارف ہو جائیں گے۔

4.2 حیات

دبستان گولکنڈہ میں ملا محمود' فیروز بیدری اور احمد گجراتی کے فوراً بعد جو نسل سامنے آئی' اس میں قطب شاہ' غواصی' وجہی اور نشاطی وغیرہ کے نام آتے ہیں' جن میں ملا اسد اللہ وجہی کو اپنی شاعری اور نثر نگاری کے سبب ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ نام اس کا ملا اسد اللہ اور تخلص وجہی ہے۔ وجہی کے بچپن میں ملا محمود' ملا خیالی اور فیروز بیدری وغیرہ کا زور تھا۔ اور انہی حضرات کے کلام کے زیر اثر وجہی کے فنّی شعور اور ادبی ذوق کی تربیت ہوئی۔ اسے فارسی اور دکنی دونوں زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔ محمد قلی قطب شاہ اسے بے حد عزیز رکھتا تھا۔ بلکہ اس نے وجہی کو ''ملک الشعرا'' یعنی راج کوی کا خطاب بھی عطا کیا تھا۔ خود وجہی کو بھی اپنی ادبی عظمت کا احساس تھا۔ اپنی مثنوی 'قطب مشتری' میں تعلّی کے طور پر وہ خود کو ''طوطیِ ہندوستان'' کہتا ہے۔

نہ پنچے نہ پنچائے گن گیان میں

سو طوطی منج ایسا ہندوستان میں

قلی قطب شاہ کی موت کے بعد اس کا بھتیجا محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی اپنی خاندانی روایات کے مطابق شاعروں اور ادیبوں کی سرپرستی فرمائی۔ لیکن اس کے عہد میں وجہی کے حالات زندگی کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ البتہ غواصی اور ابن نشاطی کے بام عروج پر پہنچنے کا ہمیں اندازہ ہوتا ہے۔ محمد قطب شاہ کے انتقال کے بعد قلی قطب شاہ کا نواسہ عبداللہ قطب شاہ تخت نشین ہوا جو مزاج اور معیار کے لحاظ سے اپنے نانا قلی قطب شاہ سے بے پناہ مناسبت رکھتا تھا' اس نے شاہی دربار میں شعر و ادب کی شمع کو مزید روشن کیا اور دکنی شاعروں اور ادیبوں کی خوب سرپرستی فرمائی۔ لیکن اس وقت تک حالات بدل چکے تھے۔ بجائے وجہی کے' اس بار 'ملک الشعرا' کا مرتبہ غواصی کے حصے میں آیا۔ البتہ جب عبداللہ قطب شاہ نے وجہی سے 'سب رس' لکھنے کی درخواست کی' تب شاہی دربار میں وجہی کو قدرے ادبی سرپرستی حاصل ہوئی۔ لیکن وہ مقام و مرتبہ' جو قلی قطب شاہ کے عہد میں اسے حاصل تھا' پھر سے نہ مل سکا۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے مطابق وجہی کا انتقال 1659ء کے آس پاس ہوا۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. وجہی کا نام کیا تھا؟
2. کس بادشاہ کے عہد میں وجہی کو ملک الشعرا کا خطاب عطا کیا گیا تھا؟
3. کس نے وجہی سے ''سب رس'' لکھنے کی فرمائش کی تھی؟
4. کن شعرا کے کلام کی روشنی میں وجہی کے ادبی ذوق کی تربیت ہوئی؟

4.3 ادبی خدمات

وجہی کو فارسی اور دکنی زبانوں کے علاوہ شاعری اور نثر دونوں پر قدرت حاصل تھی۔ اس لیے فارسی میں ''دیوان وجیہہ'' تو دکنی شاعری میں ''قطب مشتری'' اور نثر میں ''سب رس'' جیسی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ بعض ادبی مورخوں نے دکنی نثری رسالہ ''تاج الحقائق'' کو بھی وجہی سے

منسوب کیا ہے۔ لیکن نئی تحقیق نے اسے غلط ثابت کردکھایا۔ وجہی نے اپنی مثنوی ''قطب مشتری'' قطب شاہ کی فرمائش پر لکھی۔ جس میں قطب شاہ اور بھاگ متی کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ جب کہ اس نے کتاب ''سب رس'' قلی قطب شاہ کے نواسے عبداللہ قطب شاہ کی فرمائش پر لکھی۔ مثنوی 'قطب مشتری' اپنے زمانے میں اس قدر مشہور ہوئی کہ غواصی جیسے اہم شاعر نے 'قطب مشتری' سے متاثر ہوکر ''سیف الملوک اور بدیع الجمال'' جیسی مثنوی لکھی۔

وجہی کی شہرت اور اس کی ادبی عظمت کا سبب اس کی نثری کتاب ''سب رس'' کو قرار دیا جاتا ہے۔ سب رس کو نہ صرف دکنی زبان میں بلکہ سارے اردو ادب میں پہلا ادبی کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ سب رس سے پہلے دکنی زبان میں نثری رسالے ضرور ملتے ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت ادبی نہیں مذہبی ہے۔

> ''سب رس 1635ء'' اردو میں ادبی نثر کا پہلا نمونہ ہے۔ اس سے پہلے جو نثری تصانیف ملتی ہیں' وہ مذہبی نوعیت کی ہیں اور ان میں وہ ادبی شان نہیں' جو سب رس کا طرۂ امتیاز ہے۔''
>
> (تاریخ ادب اردو۔ جمیل جالبی' جلد اول ص 443)

غرض سب رس وہ پہلی نثری کتاب ہے' جو عشقیہ قصے پر مبنی ہے اور ادبی معیارات پر پوری اترتی ہے۔ سب رس کی اہمیت محض اس کی اولیت یا قدامت کے سبب سے نہیں بلکہ اس میں بیان کردہ قصے کے دلچسپ عناصر' اس کی ادبی اور تخلیقی نثر' وجہی کا زور بیان اور اس کی انشا پردازی کے سبب سے ہے۔ لیکن سب رس کے قصے کے متعلق ایک عام خیال یہ ہے کہ اس کا قصہ طبع زاد نہیں بلکہ فارسی سے مستعار لیا گیا ہے۔

سب رس کا قصہ محمد یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری کی فارسی تصنیف ''دستور عشاق'' کے خلاصے ''قصۂ حسن و دل'' سے ماخوذ ہے۔ فتاحی کا یہ قصہ اس قدر مقبول ہوا کہ ترکی اور انگریزی اور دوسری زبانوں میں اس قصے کے ترجمے شائع کیے گئے۔ پروفیسر عزیز احمد نے تو اپنے مضمون ''سب رس کے ماخذات و مماثلات'' میں مختلف حوالوں اور دلیلوں کے ساتھ یہ ثابت کردکھایا ہے کہ فتاحی کا یہ قصہ یا اس سے ملتے جلتے قصے دنیا کی مختلف تہذیبوں اور ان کے ادب میں مروج و مقبول رہے ہیں۔ کہیں یہ قصے آب حیات کی تلاش پر مبنی ہیں تو کہیں کسی پھول کی تلاش تو کہیں کسی حسینہ کی تلاش پر مبنی ہیں۔

مولوی عبدالحق نے وجہی کے سب رس کے قصے کو طبع زاد (Original) قرار نہیں دیا۔ ان کا خیال ہے کہ وجہی نے فتاحی نیشاپوری کے قصے ''حسن و دل'' سے سارا مواد و انداز اخذ کیا ہے لیکن جس کا اعتراف اس نے نہیں کیا۔ لیکن جمیل جالبی' پروفیسر عزیز احمد اور پروفیسر جاوید وشسشٹ کا خیال اس کے برعکس ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ممکن ہے وجہی نے مرکزی خیال فتاحی کے قصے ''حسن و دل'' سے اخذ کیا ہو' لیکن اس کو بیان کرتے ہوئے قصے میں اس نے اس قدر تبدیلیاں کی ہیں کہ سب رس کا قصہ' اس کا اپنا قصہ محسوس ہوتا ہے۔ دوم وجہی کی انشا پردازی سب رس کے قصے کو فتاحی کے قصے سے ممتاز کرتی ہے۔ اس کے علاوہ پروفیسر عزیز احمد کے مطابق' سب رس کو ایک اور معاملے میں امتیاز حاصل ہے کہ سب رس کا قصہ اپنے تمثیلی عناصر کی تشریح سے محفوظ ہے۔ جب کہ فتاحی نے اپنے قصے کے تمثیلی عناصر کی تشریح کرکے اس کی ادبیت کو مجروح کیا ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سب رس کا قصہ 'حسن و دل' کے قصے سے ماخوذ ہے تو بھی نہ تو سب رس کی ادبی اہمیت میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے اور نہ وجہی کی ادبی عظمت پر کوئی حرف آتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. وجہی کی تصانیف کے نام لکھیے۔
2. 'سب رس' کو کس معاملے میں اولیت حاصل ہے؟
3. سب رس کا قصہ کس قصے سے ماخوذ ہے؟

4. مولوی عبدالحق نے وجہی کی کس کوتاہی کی طرف اشارہ کیا ہے؟

5. پروفیسر عزیز احمد نے سب رس کو کس لیے ''قصہ حسن و دل'' سے ممتاز و منفرد قرار دیا ہے؟

6. کس کی فرمائش پر وجہی نے قطب مشتری لکھی؟

4.4 سب رس کا قصہ (خلاصہ)

کسی ''سیستان'' نامی ملک کا بادشاہ 'عقل' تھا اور اس کا بیٹا تھا دل۔ عقل بادشاہ نے اپنے بیٹے دل کو علاقہ تن پر حکومت کرنے کا اختیار دے رکھا تھا۔ ایک روز شہزادہ دل کے دربار میں عیش و عشرت کا بازار گرم تھا۔ شہزادہ دل اپنے دوست احباب کے ساتھ شراب نوشی میں مست تھا کہ کسی نے آب حیات کا قصہ چھیڑا۔ اور کہا کہ جو کوئی اسے پیئے گا تا ابد زندگی پائے گا۔ یہ سننا تھا کہ شہزادہ دل آب حیات کا ایسا دیوانہ ہوا کہ کھانا پینا چھوڑ' اسی کی طلب میں تڑپنے لگا۔ شاہی فوج میں ایک جاسوس نظر تھا' دنیا گھوما ہوا۔ شہزادے کی مدد کو آگے آیا۔ اس نے شہزادے دل کو یقین دلایا کہ وہ آب حیات تلاش کر کے ضرور لائے گا۔ اور پھر وہ رخصت ہوا۔

نظر آب حیات کی تلاش میں بھٹکتے بھٹکتے عافیت نامی شہر میں جا پہنچا جس کا بادشاہ ناموس تھا۔ نظر نے ناموس سے ملاقات کی اور اپنا مدعا پیش کیا۔ ناموس نے نظر کی بات سن کر کہا کہ آب حیات کی کوئی حقیقت نہیں ہے' وہ تو ایک فرضی کہانی ہے۔ کہا: ''آب حیات کتے سو مرد کے موں (منھ) کا پانی ہے۔'' نظر ناموس کے جواب سے مطمئن نہ ہو سکا اور آگے چلا۔ راستے میں ایک بلند و بالا پہاڑ پر ایک قلعہ نظر آیا۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ ''اس ڈونگر (پہاڑ) کا ناؤں (نام) زہد ہے'' جس پر ایک بوڑھا زرق رہتا ہے۔ نظر نے زرق کی خدمت میں پہنچ کر اپنا مدعا پیش کیا۔ سن کے بوڑھے زرق نے بھی کہا کہ آب حیات کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور کہا ''اگر تجھے ہونا چ (ہونا ہی ہے) ہے یو (یہ) پانی' تو عاشق کے انجھواں (آنسوؤں) میں ہے اس پانی کی نشانی'' غرض اس نے عاشق کے آنسوؤں میں اسے تلاش کرنے کو کہا کہ عاشق کے آنسوؤں میں وہ تاثر ہوتی ہے کہ مرنے والا بھی جی اٹھتا ہے۔ نظر زرق کے پاس سے رخصت ہوا۔ ایک جنگل میں اسے ایک عظیم الشان قلعہ نظر آیا۔ اس قلعے کا نام 'ہدایت' تھا اور اس پر ہمت کی حکمرانی تھی۔ ہمت کی خدمت میں پہنچ کر نظر نے آب حیات کا پتہ پوچھا۔ پہلے تو اس نے خوف دلایا اور مشورہ دیا ''اس بات تے درگزر کر۔ بلکہ دوسریاں (دوسروں) کو بھی خبر کر بہت لوگاں (لوگ) اس باٹ میں جیوان (جانیں) گنوائے ہیں۔'' ہمت کی باتیں سن کر نظر نے پہلے تو خوف کھایا پھر اپنی ہمت جتائی اور کہا کہ میں نے دل سے وعدہ کیا ہے کہ آب حیات لے کر ہی آؤں گا۔ نظر کی یہ جی داری اور ثابت قدمی دیکھ کر ہمت بہت خوش ہوا۔ اپنے گلے سے لگایا اور کہا کہ ''تو تو اپنے مالک کا نمائندہ ہے۔ جب تو اپنے ارادے کا اتنا پکا ہے تو یقیناً تیرا مالک اور بھی سچا ہوگا۔ یقیناً وہ آب حیات کے لائق ہے۔'' تب ہمت نے نظر کو آب حیات کا پتہ بتایا۔

اس نے کہا شہر دیدار کے ایک باغ جس کا نام رخسار ہے' جس میں ایک چشمہ دہن نام کا ہے' اس چشمے میں آب حیات پایا جاتا ہے۔ شہر دیدار دراصل بادشاہ عشق کی بیٹی حسن کی ملکیت ہے۔ وہاں پر حسن کی حکمرانی چلتی ہے۔ لیکن شہر دیدار سے قبل ایک مقام ''سنگسار'' آتا ہے جسکا نگران رقیب ہے۔ بدفطرت رقیب شہنشاہ عشق کا غلام ہے۔ اپنے مالک کے حکم کی اطاعت میں ایسی سخت نگرانی کرتا ہے کہ کوئی بھی شہر دیدار تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن رقیب کے شہر میں میرا بھائی قامت بھی رہتا ہے۔ اس کے نام چٹھی لکھ دوں تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ قامت دراصل عاشقوں کو جانچتا پرکھتا ہے اور پھر مدد کرتا ہے۔

ہمت نے اپنے بھائی قامت کے نام چٹھی لکھ دی جسے لے کر نظر وہاں سے روانہ ہوا اور شہر سنگسار جا پہنچا۔ لوگوں نے اس اجنبی کو چور اور جاسوس سمجھ کے گرفتار کیا اور رقیب کے سامنے پیش کیا۔ رقیب کی سخت مزاجی کو دیکھ کر نظر نے خود کو ایک کیمیا گر کے طور پر پیش کیا اور کہا کہ وہ مٹی کو سونا بنانے کا ہنر جانتا ہے۔ لیکن سونا بنانے کا سارا مواد باغ رخسار اور چشمہ آب حیات میں موجود ہے۔ سونے کی لالچ میں رقیب نظر کو لے کر باغ رخسار کو چلا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
Hyderabad-32

راستے میں قامت سے ملاقات ہوئی۔نظر نے موقع نکال کر ہمت کی چٹھی قامت کو دی' جسے پڑھ کر اور نظر سے مل کر قامت بہت خوش ہوا اور اس کی مدد کو راضی ہوا۔اس نے اپنے ایک غلام کی مدد سے نظر کو باغ کی گھاس کی تہہ کے نیچے کچھ اس طرح چھپا دیا کہ وہ رقیب کے ہاتھ نہ آ سکا اور وہ ناچار لوٹ گیا۔اس طرح نظر کو رقیب سے نجات ملی۔ بعد کو نظر ''باغ رخسار'' کے نظاروں میں کھویا گھوم رہا تھا کہ شہزادی حسن کی سہیلی زلف (لٹ) سے اس کی ملاقات ہوئی۔ پہلے پہل تو لٹ نظر پر برہم ہوئی پھر اس کی پریشانی دیکھ اس پر مہربان ہوئی۔ اُسے باغ رخسار کے وسط تک پہنچایا اور اپنی زلفوں کے کچھ بال دیے اور کہا کہ جب بھی کسی مصیبت میں گھر جائے تو یہ بال جلائے اور وہ مدد کو حاضر ہو جائے گی۔باغ کے نظاروں میں مست وہ گھوم رہا تھا کہ چند حبشی بچوں سے (دراصل یہ تل کا کنایہ ہیں) ملاقات ہوئی جو اس کا دل لوٹ لیتے تھے۔اسی دوران بادشاہ عشق کے ایک سپاہی غمزے کا وہاں سے گزر ہوا۔اس نے نظر کو گرفتار کیا۔سزائیں دیں۔اس کے کپڑے اتار لیے اور اُسے قتل کرنے کو تھا کہ ناگاہ غمزے کی نگاہ نظر کے بازو پر بندھے لعل پر پڑی۔ ایسا ہی ایک لعل اس کے بازو پر بھی بندھا ہوا تھا۔معاً اسے یاد آیا کہ اس کی ماں نے بتایا تھا کہ اس کا ایک بھائی تھا' جو بچپن ہی میں اس سے بچھڑ گیا تھا' اس طرح دونوں بچھڑے ہوئے بھائی ایک دوسرے سے ملے۔

غمزہ نظر کو اپنے گھر لایا۔اس کی خوب خاطر داری کی۔ یہ بات شہزادی حسن تک پہنچی۔حسن نے غمزے کو بلا بھیجا اور نئے مہمان کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ اس کا بھائی ہے جو ایک جوہری ہے' جسے ہیروں کی پہچان ہے۔ یہ جان کر حسن بہت خوش ہوئی۔اس کے خزانے میں ایک ایسا ہیرا موجود تھا جس پر کسی شخص کی تصویر کندہ (نقش) تھی اور وہ اس تصویر کے متعلق جاننے کے لیے بے چین تھی' حقیقتاً وہ اس تصویر پر فدا تھی۔سو اس نے نظر کو اپنے دربار میں بلایا اور اپنے خزانے سے وہ ہیرا نکلوا کے اسے دکھایا۔اس نقش کو دیکھ کر نظر کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ شہزادہ دل کی تصویر تھی۔نظر کو ایک ترکیب سوجھی اور اسے اپنا کام بنتا نظر آیا۔اس نے دل کی اس قدر تعریف کی کہ شہزادی حسن دل پر فریفتہ ہو گئی۔ایک روز شہزادی حسن نے تنہائی میں نظر کو بلا کر اسے اپنے احوال سنا کر نظر سے درخواست کی کسی طرح دل سے ملا دے کہ وہ اس کی دیوانی ہو چکی ہے۔نظر بڑا عیار تھا' اس نے شہزادی کے دل میں لگی آگ اور بھڑکائی اور موقع مناسب جان کے کہا کہ شہزادہ دل کو یہاں لانا جان جوکھم میں ڈالنا ہے۔کہ اُسے اس کے باپ عقل نے قید کر رکھا ہے کہ شہزادہ آب حیات کی چاہ میں دیوانہ بنا ہوا ہے۔یہ سن شہزادی حسن نے اپنی وہ انگوٹھی دی جس پر آب حیات کی مہر لگی تھی اور جس کی مدد سے چشمۂ آبِ حیات تک پہنچا جا سکتا تھا۔اس انگوٹھی کی دوسری خوبی یہ تھی کہ اگر کوئی اسے اپنے منہ میں رکھ لے تو وہ دوسروں کو نظر نہیں آتا۔ساتھ ہی حسن نے اپنے ایک غلام خیال کو بھی اس کے ہمراہ کیا۔

خیال اور نظر دونوں ریاست تن کو پہنچے۔شہزادہ دل سے ملے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔آبِ حیات کا نقش اسے دکھایا۔شہزادہ بہت خوش ہوا۔پھر دل نے سلیقے سے حسن کا ذکر چھیڑا اور بتایا کہ وہ اس پر مرتی ہے۔دل کے دل میں اس کے لیے محبت پیدا ہوئی۔اور جب خیال نے شہزادی حسن کی تصویر بنائی اور دکھائی تو دل بھی حسن پر غائبانہ عاشق ہوا۔اور شہر دیدار چلنے کو تیار ہوا۔لیکن یہ بات وزیر وہم کو ناگوار گزری۔اس نے سارا واقعہ بادشاہ عقل کو جا سنایا کہ نظر اور خیال شہزادہ دل کو شہزادی حسن جو شہنشاہ عشق کی بیٹی ہے' کے شہر لے جانا چاہتے ہیں اور مملکت تن کو اجاڑنا چاہتے ہیں۔حالانکہ شہنشاہ عشق اور بادشاہ عقل کے درمیان پہلے ہی ایک معاہدہ طے پایا تھا کہ وہ عشق کی تابع داری کرے گا۔لیکن وہم نے کچھ اس انداز سے بھڑکایا کہ عقل اس کی باتوں میں آ گیا۔اور اس نے اپنی فوج بھیج کر نظر اور دل کو قیدی بنا لیا۔نظر تو خیال کی مدد سے قید سے نکل آیا۔آزاد ہوتے ہی نظر کو خیال آیا کہ کیوں نہ شہر دیدار پہنچ کے وہ آب حیات کا مزہ چکھے۔خیال کی مدد سے وہ شہر دیدار پہنچا۔اور اس انگوٹھی کی مدد سے چشمۂ آبِ حیات پر پہنچا۔اور پانی پینے کے لیے جیسے ہی منہ کھولا' انگوٹھی منہ سے نکل کر چشمے میں گر پڑی۔دو باتیں ایک ساتھ ہوئیں۔منہ میں رکھی انگوٹھی کے نکل جانے سے وہ دوسروں کو نظر آنے لگا' چشمے میں انگوٹھی گرنے کی وجہ سے چشمہ غائب ہو گیا۔رقیب نگرانی کی گشت پر تھا اس نے نظر کو دیکھا اور گرفتار کر لیا۔خوب سزائیں دیں اور اپنی کوٹھری میں قید کیا۔قید و بند کے عالم میں نظر کو زلف کی یاد آئی۔اس نے زلف کا دیا ہوا بال جلایا تو زلف مدد کے لیے حاضر ہوئی اور اسے قید سے چھڑایا۔نظر قید سے چھوٹ کر حسن کے دربار میں گیا۔سارا ماجرا کہہ سنایا۔حسن نے دل کو آزاد کرانے کی خاطر اپنے ایک غلام غمزہ کو نظر کے ہمراہ کیا۔ ایک کثیر فوج بھی ساتھ کی۔دونوں فوج کے ساتھ مملکت تن کی طرف روانہ ہوئے۔

ادھر بادشاہ عقل نے نظر کے فرار ہونے کے بعد اپنے ملک کی سرحدوں پر سخت پہرہ بیٹھا دیا تھا۔ تاکہ نظر پھر سے نہ آسکے اور نہ کوئی ہنگامہ کر سکے۔ نظر اور غمزہ سفر کرتے کرتے زہد کے پہاڑ کے قریب پہنچے جہاں پر عقل نے زرق کے بیٹے توبہ کو نگران کار مقرر کیا۔ نظر اور غمزہ اپنی فوج کے ساتھ آرام کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کے توبہ نے بادشاہ عقل کو سارا ماجرا سنایا۔ بادشاہ عقل نے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ توبہ نے شب خون مارا۔ نظر وغمزہ اور ان کی فوج نیند میں تھی، بے خبر تھی، اس حملے سے گھبرا گئی۔ لیکن سنبھلنے کے بعد نظر وغمزہ اور ان کی فوج نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور توبہ کو شکست ہوئی۔ تب غمزہ اور نظر نے شہر عافیت پر قبضہ کرنے کے لیے یہ بہتر جانا کہ بھیس بدل کر جایا جائے۔ وہ دونوں تو قلندر بنے لیکن غمزے نے دعائے سیفی کی مدد سے اپنی فوج کو ہرنوں کی ڈار میں تبدیل کیا۔ غمزے کے ہاتھوں اور چالوں ناموس گرفتار ہوا اور اس کی ناموس لٹی۔ عافیت پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد دونوں اصل سلطنت تن کی طرف بڑھے تاکہ دل کو چھڑایا جا سکے۔ شکست خوردہ توبہ بچتے بچاتے، چھپتے چھپاتے عقل کے دربار میں پہنچا اور ساری روداد سنائی۔ حسن کی بھاری فوج کا بھی ذکر کیا۔ ''حسن کا لشکر ہے بہوت بیداد۔ اس کی بات کو وفا نیں، اس کا کام تمام ہے بے اعتماد، یہاں داد نہ فریاد'' تب بادشاہ عقل نے ایک ترکیب نکالی۔ حسن کو شکست دینے کے لیے اسی کے مطلوب یعنی شہزادہ دل کو اسی کے خلاف ٹھہرانے کا فیصلہ کیا۔ دل کو قید سے نکال کرا سے سمجھا بجھا کے حسن کے خلاف لڑنے پر آمادہ کیا اور اپنے ایک سپہ سالار صبر کے ساتھ ایک کثیر و جرار فوج بھی دل کے ہمراہ کی تاکہ حسن کو شکست دی جا سکے اور حسن کے دل میں دل کے خلاف نفرت پیدا کی جا سکے۔ دل اپنی فوج اور صبر کے ساتھ حسن کی فوج کا مقابلہ کرنے شہر تن سے باہر آیا۔ لیکن میدان جنگ میں فوج کے بجائے ہرنوں کو کلیلیں بھرتے دیکھا، جو دراصل حسن کی فوج تھی جسے غمزے نے ہرنوں میں تبدیل کر دیا تھا، تو لالچ کا شکار ہوا اور ان کا شکار کرنے ہرنوں کے پیچھے اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ نتیجے میں اپنے مقصد سے دور ہوتا گیا۔ بادشاہ عقل کو جب اطلاع ملی تو وہ اپنا بھاری لشکر لیے دل کو بھٹکنے سے روکنے کے لیے چلا آیا۔ لیکن خود بادشاہ بھی ہرنوں کے چھل کا شکار ہو گیا۔ غرض شہزادہ دل اور بادشاہ عقل دونوں راستہ بھٹک گئے۔ ''یہ عشق کا ہے گھاٹ۔ دل ایک باٹ۔ عقل ایک باٹ۔۔۔ عقل بھی پھاندے میں سپڑیاں دل کے ادھرتے۔ دل ہور عقل دونوں ہوئے بیابانی۔ دونوں کو لگی حیرانی، سرگردانی۔'' غرض کہ نظر اور غمزہ نے دیکھا کہ دل خود بھٹکا چلا آ رہا ہے اور ان کی مشکل حل ہوئی جاتی ہے۔ لیکن دونوں نے یہ طے کیا کہ چوں کہ پیچھے عقل بادشاہ بھی چلا آتا ہے، لہٰذا مصلحت اسی میں ہے کہ ہم دونوں دل کے سامنے نہ جائیں۔ اسے اسی طرح بھٹکاتے شہر دیدار تک لے آئیں۔ لہٰذا مکر اور فریب سے شہزادہ دل اور بادشاہ عقل کو شہر دیدار تک لے آئے۔ اور جا کر شہزادی حسن کو اپنی کامیابی کی اطلاع دی۔ لیکن یہ بھی بتایا کہ بادشاہ عقل بھی اپنے لشکر جرار کے ساتھ موجود ہے۔ اس لیے دل کو چھڑا لینا آسان نہیں، بہتر ہے کہ شہنشاہ عشق سے فوجی مدد مانگی جائے۔ تجویز کے مطابق شہزادی حسن نے اپنے باپ کو خط لکھا۔ جھوٹ سچ لکھا۔ اور باپ سے فوجی مدد مانگی۔ حسن کا خط پا کر شہنشاہ عشق نے مہر نام کے کمانڈر کی نگرانی میں ایک بھاری فوج روانہ کی۔ شہر دیدار کے باہر دونوں فوجیں روبرو ہوئیں۔ دل کو محسوس ہوا کہ جنگ جیتنا ممکن نہیں لیکن میدان چھوڑ کے بھاگنا بھی مرد کی شان نہیں۔ لہٰذا اس نے جنگ قبول کی۔ خوب گھمسان کا رن پڑا۔ اس جنگ میں شہزادی حسن کی طرف سے غمزہ، قامت اور زلف نے حصہ لیا۔ چار دن تک جنگ ہوتی رہی۔ پھر شہزادی حسن کو خیال آیا کہ ناگہاں خون بہا جاتا ہے کہیں اس معرکے میں دل کی جان نہ چلی جائے پھر تو وہ دل کے بغیر زندہ بھی نہ رہ سکے گی۔ تب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور سوچا کیوں نہ اس جنگ سے بچنے کی کوئی تدبیر نکالی جائے۔ اُس نے اپنے ایک غلام خال سے مدد اور تجویز مانگی۔ خال نے کہا کہ کوہِ قاف میں ایک تیری ہمزاد بستی ہے جو عادات و اطوار میں، صورت و کردار میں ہو بہو تجھ سی ہے۔ وہ اس معاملے میں تیری مدد کر سکتی ہے۔ ہمزاد کو بلایا گیا۔ سارا ماجرا سنایا تو اس نے اپنے ایک خونخوار، ماہر جنگ ہلال کماندار کو طلب کیا اور سارا واقعہ سمجھا کے کہا کہ دل کو زندہ گرفتار کر کے لایا جائے۔ ہلال کماندار نے ایک تیر ایسا مارا کہ لشکر کے لشکر الٹ گئے۔ ایک تیر جب دل کے دل پر لگا تو وہ گھوڑے پر ڈھیر ہو گیا۔ شہزادے کو گرتا دیکھ کر اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور بادشاہ عقل بھی اپنی فوج چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

ہلال زخمی دل کو لے کر آیا جسے دیکھ کے حسن بے حد بے چین ہوئی۔ جنگ جیتنے، عقل کے فرار ہونے اور دل کے زخمی ہو کر قیدی بنا لیے جانے کی اطلاع شہنشاہ عشق کو دی گئی۔ عشق نے حکم دیا کہ دل کو چاہِ ذقن میں قید کر دیا جائے اور سخت پہرہ مقرر کیا جائے۔ حسب حکم حسن اور ناز (دائی) نے دل کو چاہِ ذقن میں اُتارا۔ کچھ دن کی قید کے بعد خود حسن اس کے فراق میں تڑپنے لگی۔ پھر اس نے سپہ سالار مہر کی بیٹی وفا کو بلایا۔ اپنا حال دل سنایا اور

ایک دن شہزادہ دل نظر اور خیال کے ساتھ باغ رخسار میں گشت کر رہا تھا کہ چشمۂ آب حیات پر ایک سبز پوش بزرگ نظر آئے۔ نظر نے انہیں پہچان کر شہزادے سے کہا کہ یہ خضر ہیں ان سے آب حیات کا پتا پوچھو۔ شہزادے دل نے ایسا ہی کیا۔ خضر نے دل کے دل کی بات پہچان لی اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک ہدایت دی۔ دل نے اس ہدایت پر عمل کیا۔ اور اسے کئی لڑکے ہوئے۔ جو بڑا لڑکا ہے وہ یہی کتاب سب رس ہے جو حقیقت میں آب حیات ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. دل کس بادشاہ کا بیٹا تھا اور کس علاقے پر اس کی حکومت تھی؟
2. کس شئے کی تلاش میں نظر سفر پر نکل پڑا؟
3. زلف نے نظر کو کونسی شئے عنایت کی؟
4. نظر نے آب حیات تک پہنچنے میں مدد دینے والی انگوٹھی کس طرح حاصل کی؟
5. شہزادہ دل کس لیے شہر دیدار چلنے کے لیے تیار ہوا؟
6. چشمۂ آبِ حیات کیوں کر غائب ہوگیا؟
7. حسن نے دل کو چھڑالانے کے لیے کس طرح نظر کی مدد کی؟
8. کس لیے توبہ نے بادشاہ عقل کو جنگ کے لیے ورغلایا؟
9. حسن نے شہزادہ دل کو زندہ سلامت حاصل کرنے کے لیے کیا کیا؟
10. کس نے شہزادہ دل کی بدگمانی کو دور کیا؟
11. کس طرح حسن پر دل کی معصومیت کا راز کھلا؟
12. ہمت نے شہنشاہ عشق کی خدمت میں کیا تجویز پیش کی؟
13. شہزادہ دل اور شہزادی حسن کے عشق کا انجام کیا ہوا؟
14. چشمۂ آبِ حیات پر کس بزرگ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے کیا اشارہ کیا؟
15. مصنف وجہی نے آبِ حیات کس کو قرار دیا؟

4.5 سب رس کا تنقیدی جائزہ

4.5.1 سب رس کا مرکزی خیال

سب رس کے قصے کے دو محور ہیں۔ ایک آب حیات کی تلاش اور دوسرا معرکۂ حسن و عشق۔

آبِ حیات کی تلاش سے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ شہزادہ ایک روز اپنے دوستوں کے ساتھ جام عشرت نوش کر رہا تھا۔ کسی نے آبِ حیات کا ذکر چھیڑا اور اس کی اہمیت بتائی کہ اس کو پینے والا تا ابد زندہ رہیگا۔ بس پھر کیا تھا' شہزادہ آبِ حیات کا ایسا دیوانہ ہوا کہ کھانا پینا تک چھوڑ دیا۔ اس کی حالت دیکھ کر اس کا دوست نظر آبِ حیات کی تلاش میں روانہ ہوا۔ مختلف مراحل طے کرنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ آبِ حیات شہزادی حسن کے باغ دیدار کے چشمۂ دہن میں پایا جاتا ہے۔ نظر کسی نہ کسی طرح شہزادی حسن تک بھی پہنچ گیا اور وہاں پتہ چلا کہ شہزادی حسن'

ایک ہیرے پر کندہ تصویر پر فدا ہے۔ اتفاق سے وہ تصویر شہزادہ دل کی نکلی۔ جب نظر نے یہ حقیقت شہزادی حسن کو بتائی تو وہ بے دیکھے ہی شہزادہ دل پر عاشق ہوگئی۔ اور اس نے نظر سے درخواست کی کہ کسی طرح شہزادہ دل سے اس کی ملاقات کرادے۔ اس مرحلے پر قصہ کا محور بدل جاتا ہے۔

آگے قصہ آبِ حیات کی تلاش کی بجائے اپنے دوسرے محور یعنی عشق کے اطراف گھومنے لگتا ہے۔ 'عشق' نہ صرف وجہی کا بلکہ گولکنڈے کے ادب کا بھی پسندیدہ موضوع رہا ہے۔ پروفیسر عزیز احمد کے مطابق دنیا بھر کے عشقیہ قصوں کے چار مراحل ہوتے ہیں۔ وجہی کا قصہ سب رس بھی' دوسرے عشقیہ قصوں کی طرح عشق کے چار بنیادی مرحلوں یعنی (1) طلب (2) عشق (3) وصال عارضی (4) فراق اور وصال حقیقی پر محیط ہے۔ سب رس کے قصے کے لحاظ سے یہ چار مراحل حسب ذیل ہیں:

1. شہزادی حسن کا دل کی تصویر پر فدا ہونا اور اسی طرح نظر کی زبانی شہزادی حسن کی تعریف سن کر دل کا بے چین ہوجانا اور ایک دوسرے کو حاصل کرنیکی تمناؤں کا ان کے دل میں پیدا ہونا۔۔۔ یہ طلب ہے۔
2. ایک دوسرے کے لیے تڑپنا' ایک دوسرے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا بلکہ حاصل کرنے کے لیے جنگیں کرنا' دل کو گھائل حالت میں گرفتار کرنا اور باپ کے حکم پر چاہِ ذقن میں قید کرنا' پھر اس کے لیے تڑپنا' اور چوری سے دل کو کنویں سے نکال کر ملاقاتیں کرنا' ایک دوسرے کے لیے رونا تڑپنا...... یہ عشق ہے۔
3. باغ رخسار میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا۔ ایک دوسرے کے دیوانے بن جانا اور عیش کرنا۔ یہ وصال عارضی ہے۔
4. غیر کے دھوکے میں آکر دل کا غیر سے پیار کرنا' یہ اطلاع پاکر حسن کا دل کو قید کرنے کا حکم دینا۔ پھر رقیب کا دل کو ہجراں کے قلعے میں قید کرکے سزائیں دینا۔ محبت میں دل کا صعوبتیں اُٹھانا' شہزادی حسن کا بھی تڑپنا...... یہ ہجر ہے۔
5. اور آخر میں شہنشاہ عشق کے ہاتھوں دل اور شہزادی حسن کا نکاح عمل میں آنا...... یہ وصال حقیقی ہے۔

وجہی نے قصے کی ابتدا تو آبِ حیات کی تلاش سے کی تھی' لیکن آگے چل کر سارا قصہ حسن و عشق کے معرکے اور واقعات تک ہی محدود ہو کر رہ گیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آب حیات کی تلاش کی بات وجہی کے ذہن سے اتر گئی۔ بات دراصل یہ ہے کہ عشق وجہی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ واقعات عشق کا بیان آتے ہی' وجہی ان میں کھو جاتا ہے۔ لہذا اس قصے میں آبِ حیات کی تلاش پر توجہ کم دی گئی اور حسن و عشق کے واقعات اور ان کی کیفیات کی تفصیل پر زیادہ زور صرف کیا گیا۔

4.5.2 سب رس کے کردار

''سب رس'' ایک عشقیہ قصہ ہے اور وجہی نے عشق کی ساری کیفیتوں اور عشق کے مراحل کو حسن و دل کے معرکے کے پیرایے میں پیش کرکے ایک پامال موضوع کو بھی دلکش و دلچسپ بنادیا ہے۔ کتاب کی ابتدا ہی میں وجہی نے قصے کا عنوان ''سب رس'' کی وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ اس نے زندگی اور خصوصاً عشق سے متعلق سارے ''رس'' (سب رس یعنی سارے جذبات) مثلاً محبت' اطاعت' قربانی' رشک' رقابت' ہجر' وصال' خوشی اور غم کو ان جذبوں کے ماخذات یعنی حسن' عشق' دل' نظر' عقل کے کردار کے طور پر پیش کیا ہے۔ وجہی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے کرداروں کو دو طور سے پیش کیا ہے۔

پہلے طریقے میں انہوں نے عشق کے جذبات و کیفیات مثلاً صبر' ہمت' مہر' وصال' ہجر وغیرہ الفاظ کو تجسیم کیا ہے تو کہیں انہوں نے عشق سے وابستہ تصورات کی نمائندگی کرنے والے الفاظ مثلاً عشق' حُسن' وفا' ناز' غمزہ' رقیب اور غیر وغیرہ جیسے الفاظ کو کردار بنایا ہے تو کہیں وہ جسمانی اعضا جن کا عشق کے کھیل میں نمایاں رول رہتا ہے' مثلاً دل' عقل' زلف' خال' رخسار وغیرہ کو پیکر عطا کیا ہے۔

دوسرے طریقے میں انہوں نے کسی خیال یا کسی تصور کی نمائندگی کرنے والے الفاظ کو' تو کہیں اعضائے جسمانی کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ کو کسی علاقے کے تصور کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا ہے: مثلاً تن کی مملکت' رخسار کا باغ' دہن کا چشمہ' عافیت کا شہر' دیدار کا شہر' زہد کا پہاڑ' ہجر کا قلعہ اور وصال کا چھجا وغیرہ۔

غرض وجہی نے عشق سے وابستہ تصورات' الفاظ اور اعضا کو تجسیم کر کے زندہ کرداروں کی طرح پیش کیا ہے۔ جس کی وجہ سے قصے میں کرداروں کی کثرت ہونے کے باوجود نہ تو کردار گراں گزرتے ہیں نہ قصہ۔ بلکہ ایک عجیب سا لطف دے جاتے ہیں۔ بلکہ یہ کردار تو کہانی کی دلکشی بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کرداروں کے ہجوم میں دل' عشق' حسن' عقل' رقیب' غیر وغیرہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے تو قامت' توبہ' خیال' صبر' مہر' غمزہ' ہمت' خال وغیرہ بھی کوئی معمولی کردار نہیں۔ سارے کردار اپنی اپنی جگہ مناسب وموزوں ہیں اور قاری کی دلچسپی وتجسس بڑھانے کا سبب بھی ہیں۔

4.5.3 سب رس میں وجہی کا اسلوب اور انشا پردازی

سب رس اردو ادب کے ابتدائی نثری کارناموں میں سے ایک ہے۔ بلکہ ادبی نثر کی پہلی مثال ہے۔ سب رس کی تصنیف کے وقت وجہی کے پیش نظر' دکنی زبان میں لکھے گئے چند ایک مذہبی رسالے تھے' ادبی نثر کا کوئی نمونہ نہ تھا۔ لہٰذا اس نے فارسی کے ادبی نثری رسالوں سے' ممکن ہے استفادہ کیا ہو اور خصوصاً ہمارے چند محققین اور ناقدین کے مطابق' وجہی نے فتاحی کی نثر سے استفادہ کیا ہے اور مسجع ومقفی عبارت کا انداز وہیں سے اڑایا ہے' لیکن جس کا اعتراف تو کجا اس نے ذکر تک نہیں کیا۔ بات صرف مسجع ومقفی عبارت لکھنے کی نہیں ہے۔ اس طرح کا فیصلہ دیتے وقت ہمارے ناقدین بھول جاتے ہیں کہ وجہی کے عہد تک خود دکنی زبان بھی تشکیلی دور سے گزر رہی تھی۔ نہ تو اس کا ذخیرۂ الفاظ کثیر تھا' نہ کوئی ادبی نثر کا نمونہ وجہی کے سامنے تھا۔ دو چار مذہبی رسالے ضرور تھے' لیکن ان کی زبان نہایت مشکل' جملوں کی نحوی ساخت کمزور تھی۔ اور اہم بات یہ ہے کہ نحوی اعتبار سے فارسی اور دکنی زبان میں ایک بُعد پایا جاتا ہے۔ لہٰذا محض فارسی کی نقل میں اچھی دکنی نثر نہیں لکھی جاسکتی' جب تک کہ خود فن کار میں بے پناہ تخلیقی صلاحیت نہ ہو۔ گویا وجہی نے اپنی اپج اور تخلیقی صلاحیتوں کے بل بوتے پر سب رس کی نثر لکھی جو روانی اور ادبی چاشنی کی حامل ہے۔ یہ بذات خود ایک کارنامہ ہے۔

سب رس کی نثر' وجہی کے اسلوب اور انشا پردازی کے سبب ایک انفرادیت کی حامل ہے۔ وجہی کا اسلوب جملوں کی نحویاتی ساخت' مقفی عبارت' داخلی قافیوں کے اہتمام کے سبب پیدا ہونے والے آہنگ' جملوں کی روانی' اور ان کی تخلیقی شان سے مرکب ہے۔ کہیں چھوٹے چھوٹے جملوں سے لطف پیدا کیا ہے تو کہیں طویل جملے بھی لکھے ہیں تو اس طرح سے کہ انہیں پڑھتے ہوئے قاری کی نہ تو سانس پھولتی ہے اور نہ معنی کے سمجھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے۔ جملے سادہ بھی ہیں اور مرکب بھی۔ جملے طویل اور مرکب ہونے کے باوجود پیچیدہ اور مشکل نہیں۔ مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ ان میں روانی اس درجہ کی ہے کہ پڑھتے جائیے تو محسوس ہوتا ہے سمندر کی موجوں کے ساتھ ہم بہے چلے جارہے ہیں۔ ذرا یہ جملے ملاحظہ فرمائیے:

1. ''کی موجوں نظر نڈھال' نظر کا یو(۱) حال' جو یکا یک رقیب کیں دیکھیا سو نظر کے لگیا(۲) دنبال۔ پکڑیا' جکڑیا۔ آزار دیا' ماردیا' دند ساریا(۳)' جالیا(۴)' اپنے گھر لے جاکر بندی خانے(۵) میں گھالیا(۶)۔ کیتک(۷) دیس(۸) یونچہ(۹) ٹالیا۔ نظر وہاں نیت بدلایا یہاں اس کا اجر پایا۔ اس ہات کا اس ہات وھاں کا وھانچہ(۱۰) خدا نے دکھلایا۔ بہت دیکھیا خواری' بدنیتی کی تاثیر ماری۔''

2. ''دو(۱۱) یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن دھن(۱۲) میں موہن تے(۱۳) عاشق ہولیا تھا' دو انگشتری کچھ مصلحت دیکھ نظر کوں(۱۴) دیا تھا' وِلے سناراں(۱۵) اس انگشتری کوں ایسے وقت گھڑے' کہ جو کوئی دو انگوٹھی موں(۱۶) میں رکھے تو کسی کی نظر نہ پڑے۔ ھور(۱۷) دوسری خاصیت اس میں یو تھی(۱۸) کہ جو کوئی انگوٹھی رکھے اپنے سنگھات(۱۹)' اس کی نظر تلے دسے(۲۰) چشمۂ آب حیات' نظر دو انگوٹی موں میں لے کر' سب کی نظروں کوں دغا دے کر' ہنستا کھیلتا اس عقل بادشاہ کے بند(۲۱) میں تے بھار(۲۲) آیا۔''

(۱۔ یو= یہ۔ ۲۔ لگیا= لگا۔ ۳۔ دند ساریا= دشمنی نکالنا۔ ۴۔ جالیا= جلایا۔ ۵۔ بندی خانہ= قید خانہ۔ ۶۔ گھالیا۔ ڈالا۔ ۷۔ کیتک= کئی۔ ۸۔ دیس= دن۔ ۹۔ یونچہ= یوں+ چ یعنی یوں ہی۔ ۱۰۔ وھانچہ= وہاں+ چ یعنی وہیں۔ ۱۱۔ وو= وہ۔ ۱۲۔ دھن= حسینہ۔ ۱۳۔ تے= سے۔ ۱۴۔ کوں= کو۔ ۱۵۔ سناراں= سنار کی جمع ۱۶۔ موں= منہ۔ ۱۷۔ ھور= اور۔ ۱۸۔ یو= یہ۔ ۱۹۔ سنگھات= ساتھ' پاس۔ ۲۰۔ دسے= دکھے' دکھائی دے۔ ۲۱۔ بند= قید۔ ۲۲۔ بھار= باہر)

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE • MANUU • IMC LIBRARY • Hyderabad-34.

پہلی مثال میں پکڑیا' جکڑیا' آزار دیا' مار دیا' دند ساریا' جالیا' کتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل جملہ ہے۔ دوسری مثال میں ''ولے سناراں اس انگشتری ۔۔۔۔ عقل بادشاہ کے بند تے بھار آیا'' طویل اور مرکب جملہ ہے لیکن کہیں بھی پڑھنے میں اور سمجھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ یہی حال مقفیٰ عبارت کا ہے۔ وجہی نے مقفیٰ عبارت دو طرح سے لکھی ہے۔ ایک تو جملوں کے آخر میں قافیوں کا استعمال کیا اور دوسری طرح کی عبارت میں داخلی قافیوں کا اہتمام کیا۔ مثلاً

مقفیٰ عبارت : ''میں جانتی تھی کہ دل جیوں تیوں آوے گا' بارے دیدار دکھلاوے گا' میرا دل دل تے آرام پاوے گا۔ یوں نہیں جانتی تھی کہ یو قصہ یوں کھڑے گا' بھی ایسا وقت پڑے گا۔ ہر کوئی اپنی سمجھ پر گمان دھرتا' بندہ کچھ سمجھتا خدا کچھ کرتا۔''

داخلی قافیوں کا اہتمام : ''القصہ اس عشق بادشاہ کوں' عالم پناہ کوں' ظل اللہ کوں' ایک بیٹی ہے' بھوت مقبول' بھوت خوش اصول' بھوت معقول' بھوت خوش رنگ' بھوت خوش ڈھنگ۔۔۔۔''

پہلی مثال میں ہر جملے کے آخر میں مثلاً آوے گا' پاوے گا' دکھلاوے گا' اور کھڑے گا' پڑے گا'' اور 'دھرتا' اور کرتا قافیوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ مقفیٰ عبارت ہے۔ جب کہ دوسری مثال میں ایک ہی جملے میں بادشاہ' عالم پناہ' ظل اللہ جیسے قافیوں کے ساتھ مقبول' اصول' معقول' اور پھر خوش رنگ' خوش ڈھنگ جیسے مختلف قافیے استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ داخلی قافیے کہلاتے ہیں۔ ان داخلی قافیوں کی وجہ سے ایک آہنگ' ایک جھنکار سی پیدا ہوگئی ہے۔ یہ محض نقالی سے ممکن نہیں۔

سب رس کے اسلوب کی دوسری خوبی وجہی کی انشا پردازی ہے۔ وجہی کی تخلیقی صلاحیتیں خصوصاً اس وقت پوری آب و تاب سے جگمگانے لگتی ہیں جب اس کا قلم انشا پردازی کے جوہر لٹانے لگتا ہے۔ غیب سے مضامین اترنے لگتے ہیں۔ ایک ایک بات سو رنگ سے ادا ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً عقل کا ذکر آیا تو لفظ عقل کی رعایت سے عقل کی تعریف میں صفحے کے صفحے سیاہ ہوتے جاتے ہیں۔ شراب کا ذکر آیا تو شراب کی خوبیوں اور شراب نوشی کی ضرورت پر جب قلم چل پڑتا ہے تو رکنے کا نام نہیں لیتا۔ عورت کی وفاداری کا ذکر ہو کہ عورت کی بے وفائی کا' بس موقع ملنے کی دیر' وجہی ان کے بیان میں بیسیوں صفحات لکھ جاتا ہے۔ اپنی بات کو مؤثر بنانے کے لیے تشبیہات و استعارات کے ڈھیر لگا دیتا ہے:

''عقل نور ہے' عقل کی ڈور بھوت دور ہے۔ عقل ہے تو آدمی کہواتے (۱)۔ عقل ہے تو خدا کوں پاتے۔ عقل اچھے (۲) تو تمیز کرے' بُرا اور بھلا جانے۔ عقل اچھے (۳) تو اپس کوں ہور دوسرے کوں پچھانے۔ عقل تے میر' عقل تے پیر۔ عقل تے پادشاہ' عقل تے وزیر۔۔۔۔ عقل بغیر دل کو نور نئیں' عقل کو خدا کنا (۴) بھی کچھ دور نئیں۔ ذات۔ ذات تے صفات ہے۔ ذات تے جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔۔۔۔''

تشبیہات کا جادو دیکھیے۔ شراب کی تعریف میں کیسی نادر تشبیہیں ڈھونڈ کے لاتا ہے:

''شراب سب کیفاں (۵) کا پادشاہ کیف۔ جاں (۶) عاشق ہور معشوق اچھے وہاں شراب نہ اچھی تو بڑا حیف۔ جوں نمک نئیں سو کھانا' بے نمک کھانے تے آدمی نے کیا سواد پانا۔ جوں جوت نئیں سو گھر۔ جوں مٹھائی (۷) نئیں سو شکر۔ جوں معنا نئیں سو بات' جوں سخاوت نئیں سو ہات۔ جوں پانی نئیں سو لھوا (۸) جوں سبزہ نئیں سو ہوا۔ جوں حسن نئیں سو ناز' کاجل نئیں سو سنگار۔ دیوے (۹) میں بتی نئیں سو اُجالا کیوں پڑے گا۔ شراب میں مستی نئیں وو شراب کیوں چڑے گا۔''

(۱۔ کہواتے = کہلاتے ۔۲۔ اچھنا = رہنا ۔۳۔ اچھے = رہے ۔۴۔ کنا = کہنا ۔۵۔ کیفاں = کیف کی جمع
۶۔ جاں = جہاں ۔۷۔ مٹھائی = مٹھاس ۔۸۔ لھوا = لوہا ۔۹۔ دیوے = دیپ' چراغ)

غرض ''سب رس'' میں دو اسالیب بیان صاف محسوس ہوتے ہیں۔ ایک قصۂ حسن و دل اور آبِ حیات کی تلاش کا بیان اور دوسرا وجہی کی انشا نگاری۔ دونوں اسلوب اپنی جگہ اہم اور نظر انداز کیے جانے کے لائق نہیں۔ لیکن ہمارے ناقدین کے مطابق وجہی کی انشا نگاری سے قصے کی رفتار اور اس کا سبک پن متاثر ہوتا ہے۔ دھیان اصل قصے سے ہٹ جاتا ہے۔ لیکن وجہی کی انشا پردازی ایک الگ لطف دیتی ہے۔ خود وجہی کو بھی اپنی اس خوبی کا احساس تھا۔ اس لیے قصے کی ابتدا ہی میں اس نے لکھا ہے:

''غرض بھوت نادر باتاں (۱) بولیا (۲) ہوں۔ دریا ہو کو موتیاں (۳) رولیاں ہوں۔ موتیاں کی موجاں (۴) کا میں دریا ہوں۔ تمام موتیاں بھریا (۵) ہوں۔''

یہ وہ موتی ہیں جنہوں نے نہ صرف ''سب رس'' کی بلکہ وجہی کی بھی آبرو وقعت اور قدر و قیمت کو برقرار رکھا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. سب رس قصے کے دو محور کون سے ہیں؟
2. سب رس قصے میں کس محور پر زیادہ توجہ دی گئی ہے؟
3. پروفیسر عزیز احمد کے مطابق عشقیہ قصوں کے کون سے چار مراحل ہوتے ہیں؟
4. وجہی نے سب رس عنوان کی وجہ تسمیہ کیا بتائی ہے؟
5. قصے میں کرداروں کی کثرت ہونے کے باوجود قصے سے قاری کی دلچسپی کس لیے کم نہیں ہوتی؟
6. وجہی نے عشق سے وابستہ تصورات، اعضا اور جذبات و کیفیات کی کس طرح ترجمانی کی؟
7. عشقیہ قصے سب رس میں کن کرداروں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے؟
8. سب رس کو کس معاملے میں اولیت حاصل ہے؟
9. وجہی نے سب رس میں کس طرح کی عبارت لکھی؟
10. وجہی کی نثر کی خوبیوں کا احاطہ کیجیے۔
11. داخلی قافیوں سے کیا مراد ہے؟
12. سب رس کے کن دو اسالیب بیان کا ذکر کیا گیا ہے؟

4.6 سب رس: ایک تمثیل

سب رس کی ادبی عظمت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے۔ یعنی یہ قصہ تمثیل کے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ سب رس کی تمثیلی حیثیت کا جائزہ لینے سے پہلے، ایک نظر تمثیل اور اس کی تعریف پر ڈالیں، پروفیسر عزیز احمد نے تمثیل کی شناخت کے متعلق لکھا ہے:

-1 ''بیانیہ ادب کی ایک قسم وہ ہوتی ہے جس میں حکایت یا بیان، وقت واحد میں دو سطحوں پر حرکت کرتا ہے۔ بیان کے ایک حقیقی معنی ہوتے ہیں اور ایک مجازی۔ حقیقی معنی کے مختلف پہلوؤں کو مجازی اجسام دیے جاتے ہیں اور ان اجسام کے متعلق حرکت یا تصادم سے حقیقی معنی پیدا ہوتے ہیں۔''

(سب رس کے ماخذات و مماثلات مشمولہ متاع عزیز، ص 184)

(۱۔ باتاں = بات کی جمع۔ ۲۔ بولیا = بولا ۳۔ موتیاں = موتی کی جمع ۴۔ موجاں = موج کی جمع ۵۔ بھریا = بھرا)

-2 ''مشرقی مثالیہ (یعنی تمثیل) میں بجائے حیوانی کرداروں کے انسانی کرداروں کو مثالیہ میں استعمال کیا جانے لگا۔ مثنوی مولانا روم میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جو ظاہری طور پر مقصود بالذات کہانی ہے۔ ہر ایک کردار منفرد صفات رکھنے والا فرد ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ہر کردار کا ایک عین یا جوہر بھی پیدا ہوتا ہے جس سے کہانی کے اندرونی معانی یا اس کی اندرونی تشریح بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح کہانی کی دو سطحیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک ظاہری اور بیرونی۔ دوسری باطنی اور اندرونی۔ ظاہری معنی مجازی ہوتے ہیں اور باطنی حقیقی۔''

(سب رس کے ماخذات ومماثلات' ص 209)

جمیل جالبی نے ان تعریفوں سے نتیجہ اخذ کیا ہے:

'' قصے کی ایک ظاہری اور ایک باطنی سطح ہوتی ہے۔ ظاہری معنی مجازی ہوتے ہیں اور باطنی معنی حقیقی ہوتے ہیں۔ اور کردار ان معنی کی علامت بن جاتے ہیں۔''

(تاریخ ادب اردو۔ جلد اول' ص 446)

پروفیسر عزیز احمد نے لکھا ہے کہ:

''تمثیلی قصوں اور خصوصاً ''دستور عشاق'' یا ''سب رس'' کے قصے جیسے افسانوں کا ایک سلسلہ ہے جو ایران سے لے کر ایرستان تک پھیلا ہوا ہے۔ اور ان قصوں میں ایک مشترک عنصر ''تلاش'' کا پایا جانا ہے۔ کسی قصے میں یہ تلاش کسی پھول کی (مثلاً گل بکاولی' یا رومن ڈی لا روز) کی ہوتی ہے تو کسی قصے میں راز عشق کی' یا راز حسن کی یا راز حیات کی ہوتی ہے تو کسی قصے میں آب حیات کی ہوتی ہے۔''

(سب رس کے ماخذات ومماثلات)

اس بیان کی رو سے تو وجہی کے سب رس کو تمثیل قرار دینے کا ایک جواز یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قصے میں ''تلاش'' آب حیات کی ہے۔ اس ایک نشانی کے میسر آنے کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس قصے میں تمثیل کی دوسری نشانیاں بھی ملتی ہیں کہ نہیں۔ جب ہم کرداروں کے ناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر کردار دراصل کسی ایک صفت یا تصور کا نمائندہ ہے۔ مثلاً غمزہ' ادا' حسن' عشق' رقیب' نظر' زہد' توبہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ مقام کے نام بھی صفات یا تصور کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مثلاً زہد کا پہاڑ' دیدار کا شہر' وصال کا چھجہ' ہدایت کا قلعہ' ہجراں کا قید خانہ وغیرہ۔ گویا وجہی نے ظاہری طور پر یہ دو نشانیاں فراہم کر کے ہمیں یہ احساس دلایا ہے کہ سب رس کا قصہ ایک تمثیلی حیثیت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر منظر اعظمی کے مطابق سب رس کا قصہ تصوف کے رموز کا تمثیلی بیان ہے۔ وجہی نے حسن و عشق کی عشقیہ داستان کے پیرائے میں تصوف کے مسائل اور رموز کی تشریح کی ہے۔ منظر اعظمی نے تصوف کے حوالے سے سب رس کے کرداروں کی تشریح اس طرح کی ہے:

دل = حسن حقیقی کی آماجگاہ' عشق کا منبع' نور خداوندی کی جلوہ گاہ

عقل = مصلحت بیں

آب حیات = مرتبۂ بقا

سخن = زبان اور قلب کا ورد

نظر = دل کی صفا کنندہ

حسن	=	حسن کامل، نور مطلق
وہم	=	ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کے مطابق نفس وحشت افزا
شہر دیدار	=	اللہ کے دیدار کا مقام
زلف	=	اللہ کی رسی، جو اللہ تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔ شریعت الٰہی
وفا	=	اطاعت، ایمان
مہر	=	اللہ کی مہربانی، مہر الٰہی، کرم خداوندی
خال	=	سواد الوجود
ناز	=	حسن کی ایک ادا، حسن حقیقی کی ایک صفت
قامت	=	صراط مستقیم
ہمت	=	قوت ایمانی
غمزہ	=	سالک کے لیے عرفان کا ذریعہ
رقیب	=	نفس دوں، ابلیس
غیر	=	نفس امارہ (بنیادی خواہشات)

ان کرداروں کی تشریح سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ دراصل حسن حقیقی (اللہ کے جلوے) کی تلاش کا قصہ ہے جب تک اللہ کا متلاشی بندہ مالک حقیقی کی سچی طلب میں مبتلا نہ ہوگا، اپنی نظر سے کام نہ لے گا، اللہ کی رسی کو (زلف) کو مضبوطی سے نہ پکڑے گا اور صراط مستقیم (قامت) پر نہ چلے گا، اور ہر دم اللہ کا ذکر (سخن) نہ کرتا رہے گا، اسے اللہ کا دیدار (یعنی حسن) حاصل نہ ہوگا۔ اسے اس کا نفس امارہ (غیر) اور ابلیس (رقیب) اور وہم اسے اللہ کی محبت سے دور لے جانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جب تک بندے پر اللہ کا کرم (مہر) نہ ہوگا اور بندہ قوت ایمانی (ہمت) پر مضبوطی سے قائم نہ رہے گا، اللہ کا دیدار مشکل ہے۔ جو اپنے ایمان کو قائم رکھے گا اُسے ہی حسن کامل کا دیدار حاصل ہوگا۔

کرداروں کے ان حقیقی معنوں کی روشنی میں آپ ایک اور بار قصے کو پڑھیے تو سارے قصے کے بیشتر واقعات کی معنویت بھی آپ پر ظاہر ہوتی جائے گی۔ غرض وجہی نے حسن وعشق کے عشقیہ قصے کے پیرائے میں، اللہ سے سچے عشق، اس کی تلاش اور تلاش کے دوران میں پیش آنے والے مصائب اور مسائل کو دلچسپ انداز سے پیش کیا ہے۔ اگر کوئی قصے کی اس معنویت تک نہ پہنچے بھی تو صرف عشقیہ قصے سے بھی بہل سکتا ہے۔ دلچسپی کی دوسری وجہ وجہی کی انشا پردازی ہے۔ اس لحاظ سے سب رس ایک دلچسپ تمثیلی قصہ ہے۔ جس کی ظاہری سطح پر عشق وحسن کے معرکے کو پیش کیا گیا ہے تو باطنی سطح پر عشق حقیقی اور تصوف کے رموز و اسرار کو قصے کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. تمثیل سے کیا مراد ہے؟
2. تمثیلی قصوں کا بنیادی تھیم کیا ہوتا ہے؟
3. سب رس جیسا تمثیلی قصہ لکھنے کا مقصد کیا ہے؟
4. دل، حسن، عقل، عشق، قامت کے حقیقی معنی کیا ہیں؟

4.7 نمونۂ اقتباسات برائے تشریح

الف ''اس عقل پادشاہ کوں' ظل اللہ کوں' صاحب سپاہ کوں' ایک فرزند تھا کہ اس کا جوڑا دنیا میں کھیں[۱] نہ تھا۔ واصل کامل' عاشق عاقل' عالم عامل' نانوں[۲] اس کا دل۔ دانشمندی' ترکش بندی' قبول صورتی' دلاوری' سب عالم تے[۳] اسے حاصل۔ فرد:

کرے نت دل یو نازش عقل جیسا
کہ فرزند نئیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لائق' سب پر فائق' بات میں قابل' سب میں فاضل' سو ایک دیس[۴] اس عقل پادشہ' عالم پناہ' صاحب سپاہ' ظل اللہ' حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا' اپنا اندیشہ اپس[۵] کوں بھایا۔ سو اُس دل شہزادے کوں' اس ماہ زادے کوں' اس مستغنی کوں' اس سب علماں[۶] کے دھنی کوں' تن کے ملک کی بادشاہی دیا' تن کے ملک کا بادشاہ کیا' سرفراز کیا' ممتاز کیا۔''

ب ''زرق کھیاے[۷] آب حیات کا چشمہ کتے[۸] سوں نہ کسی باغ میں ہے نہ کسی کشت میں ہے۔ وہ ایک چشمہ توں[۹] کتا سب بہشت میں ہے۔ تُوں اس چشمے کوں ڈھونڈتیا دنیا میں' اس کا نشان کوئی کیا سمجھے' کیا جانے:

یو غرضی ہے پوچھے بغیر نئیں رہتا
یو کچھ پوچھتا وو اسے کچھ کتا

غرض اگر تجھے ہوناچ[۱۰] ہے یو پانی' تو عاشق کے انچھواں[۱۱] میں ہے اس پانی کی نشانی۔۔۔

قولہٗ تعالیٰ: وقلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ یعنی مسلمانوں کا دل خدا کا عرش ہے' یو پانی اس عرش میں تے آتا ہے' عاشق کی انکھیاں کے کنگورے پرتے جاتا ہے۔ نعوذ باللہ' یو پانی اگر قہر میں آوے' دریا کوں ڈباوے۔ نوح کا طوفان' اس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بھوت[۱۲] ادب دھرنا' اس پانی سوں بے ادبی نہ کرنا' اس پانی سوں بھوت ڈرنا۔ یو پانی اگر ہر کی موج اُچاوے[۱۳]' تل میں عالم کوں گلستان کر دکھاوے۔ پھول کوں پھلواڑی کرے' باڑ کوں باڑی کرے' پات کی جھاڑ کرے' کنکر کوں پہاڑ کرے۔ ذرّے کوں آفتاب کرے' آتش کوں آب کرے۔ گدا کوں پادشاہ کرے' ستارے کوں ماہ کرے۔''

ج ''یو بات تو میں خلوت میں فلانے[۱۴] سوں کہیا[۱۵] تھا' وہ بھی ایک بہانے سوں کہیا تھا' یو بات بھار[۱۶] کیوں پڑی' یو بات غیر ٹھار[۱۷] کیوں پڑی۔ تو اپنی بات کوں اپنے[۱۸] نئیں چھپا سکیا' جب دُسرا تیری بات نہ چھپا کر کسے[۱۹] بولے تو کیا عجب۔ ایکس[۲۰] کا مایا لینا وے اپنا مایا کسے نہ اپنا۔ جتنا سکنا[۲۱]' اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا۔ دل کا یار' سوپاکے[۲۲] پروردگار۔ جنے[۲۳] ہر کسے پتیایا[۲۴]' اوے[۲۵] دغا کھایا۔ اگر کوئی کسی پتیا کر اپنے راز کی بات بولے تو اسے یوں چھپانا جیون اپنی شرم۔ تو اسے کتے ہیں نیم[۲۶] اسے کتے ہیں دھرم۔''

(۱۔ کھیں = کہیں ۔۲۔ نانوں = نام ۔۳۔ تے = سے ۔۴۔ دیس = دن ۔۵۔ اپس = اسے ۔۶۔ علماں = علم کی جمع ۔۷۔ کھیا = کہا ۔۸۔ کتے = کہتے ۔
۹۔ توں = تو ۔۱۰۔ ہوناچ = ہونا ہی ۔۱۱۔ انچھواں = آنسوؤں ۔۱۲۔ بھوت = بہت ۔۱۳۔ اُچاوے = اچھالے ۔۱۴۔ فلانے = فلاں ۔۱۵۔ کہیا = کہا ۔
۱۶۔ بھار = باہر ۔۱۷۔ ٹھار = جگہ ۔۱۸۔ اپے = آپ خود ۔۱۹ کسے = کسی کو ۔۲۰۔ ایکس = کسی اور کا ۔۲۱۔ سکنا = سکتا ۔۲۲۔ سوپاکے = پاک ۔
۲۳۔ جنے = جس نے ۔۲۴۔ پتیایا = بھروسہ کیا ۔۲۵۔ اوے = وہی ۔۲۶۔ نیم = اصول

اپنی معلومات کی جانچ

1. اقتباس الف اور ب کو اپنے طور پر پڑھیے اور ان کا خلاصہ لکھیے۔ آپ کی مدد کے لیے نیچے دکنی الفاظ کے معنی دیے گئے ہیں۔
2. اقتباس ج کی عبارت کو غور سے پڑھیے اور بتائیے کہ وجہی نے کس بات کی نصیحت کی ہے۔
3. اوپر دی گئی عبارتوں میں سے کوئی چھ مقفیٰ جملے ڈھونڈھ کر نکالیے اور لکھیے۔
4. اوپر دی گئی عبارتوں سے داخلی قافیے والے جملے ڈھونڈھ کر نکالیے۔
5. وجہی نے آبِ حیات کو کن کن چیزوں سے تشبیہ دی ہے؟ لکھیے۔
6. وجہی نے کن مثالوں کے ذریعے راز کی بات کو چھپانے کی ترغیب دی ہے؟ لکھیے۔
7. اوپر دی گئی عبارتوں کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

4.8 خلاصہ

مرزا اسد اللہ وجہی گولکنڈے کا ایک مایۂ ناز شاعر تھا۔ عہد قلی قطب شاہ میں اسے ''ملک الشعرا'' کا خطاب و مرتبہ حاصل تھا۔ اسے فارسی اور دکنی دونوں زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ نثر اور شاعری، دونوں میں اس نے اپنی تصانیف چھوڑی ہیں۔ شاعری میں اس کی دکنی مثنوی ''قطب مشتری'' اور فارسی کا ''دیوان وجیہہ'' اور نثر میں اس کی کتاب ''سب رس'' کافی مشہور ہیں۔ سب رس کو اردو نثر میں اولین ادبی کارنامہ مانا جاتا ہے۔

سب رس کے تعلق سے یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وجہی نے یہ قصہ محمد یحیٰی ابن سیبک فتاحی نیشاپوری کے قصے ''حسن و دل'' سے متاثر ہو کر اور تحریک پا کر لکھا ہے۔ سب رس ایک تمثیلی قصہ ہے یا تمثیل ہے۔ تمثیل اس بیانیہ ادب کو کہتے ہیں جس میں بیانیے کی دو سطحیں ہوتی ہیں۔ اوپری یا ظاہری سطح پر واقعات یا بیان کے مجازی معنی ہوتے ہیں اور اندرونی یا باطنی سطح پر بیان کے حقیقی معنی۔ حقیقی معنی کے مختلف پہلوؤں کو مجازی اجسام یا پیکروں کے ذریعے اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ قصے کے آخر میں قاری کا ذہن حقیقی معنوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

سب رس کا قصہ، ظاہری سطح پر آبِ حیات کی تلاش اور حسن و عشق کا بیان ہے۔ بادشاہ عشق کا بیٹا شہزادہ دل ہے، جو آبِ حیات کا ذکر سن کر ایسا دیوانہ ہوا کہ کھانا پینا تک چھوڑ دیا۔ تب اس کا دوست نظر، اپنے دوست کی خاطر آبِ حیات کی تلاش میں نکل پڑا۔ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ آبِ حیات، شہر دیدار کے باغِ رخسار کے چشمے دہن میں پایا جاتا ہے۔ شہر دیدار شہنشاہ عشق کی بیٹی حسن کی ملکیت ہے۔ اس کے پاس ایک انگوٹھی ہے جو چشمۂ آبِ حیات تک پہنچاتی ہے۔ نظر نے مختلف مہمیں سر کرتے ہوئے شہزادی حسن تک رسائی حاصل کی۔ وہاں اسے پتہ چلا کہ شہزادی حسن ایک ہیرے پہ نقش تصویر پر فدا ہے اور اتفاق سے وہ تصویر شہزادہ دل کی نکل آئی۔ جب یہ حقیقت معلوم ہوئی تو شہزادی حسن دل پر نادیدہ فدا ہو گئی اور اس سے عشق کرنے لگی۔ اور اس نے نظر سے درخواست کی کہ کسی بھی طرح شہزادہ دل کو شہر دیدار لے آئے۔

اس مرحلے پر پہنچ کر سب رس کا قصہ آبِ حیات کی تلاش کی بجائے حسن و عشق کے بیان تک محدود ہو جاتا ہے۔ نظر مملکت تن پہنچ کر شہزادہ کو نہ صرف آبِ حیات کی خوش خبری سناتا ہے، شہزادی حسن کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ دل شہزادی کو دیکھے بغیر ہی اس کا عاشق ہو جاتا ہے اور شہزادی سے ملنے شہر دیدار چلنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن جب بادشاہ عقل کو اطلاع ملتی ہے تو وہ شہزادے کو گرفتار کرواتا ہے۔ گرفتاری کی اطلاع پا کر شہزادی حسن اپنا لشکر بھیجتی ہے۔ عقل خود جنگ کے میدان میں اترنے کی بجائے شہزادے دل کو بھیجتا ہے۔ اس طرح دل اور حسن کی جنگ کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی جنگ میں دل کا باپ، بادشاہ عقل اور شہزادی حسن کا باپ شہنشاہ عشق بھی شامل ہو جاتا ہے۔ حسن کی فوج کے ہاتھوں دل گھائل ہو جاتا ہے اور گرفتار کر کے لایا جاتا ہے جب کہ عشق کی فوج کے ہاتھوں عقل کو شکست اٹھانی پڑتی ہے۔ اور وہ فرار ہو جاتا ہے۔ حسن و دل کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ رقیب کی

بیٹی غیر کی سازش کے سبب حسن و دل میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اور جدائی عمل میں آتی ہے۔ لیکن جب حسن کو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ شہزادہ دل بے قصور ہے تب وہ بہت پچھتاتی ہے کہ رقیب شہزادے کو اپنے قید خانے ہجراں میں قید کرتا ہے۔

ادھر عقل کے وزیر قامت کے ذریعے شہنشاہ عشق اور بادشاہ عقل میں صلح صفائی ہوتی ہے۔ عقل عشق کی تابعداری قبول کر لیتا ہے۔ حسن کی درخواست پر بادشاہ عشق اپنی فوج بھیج کر شہزادے دل کو رقیب کی قید سے نجات دلاتا ہے اور دل اور حسن کی شادی ہو جاتی ہے۔

ظاہری سطح پر تو یہ حسن وعشق کا بیان ہے۔ لیکن داخلی سطح پر وجہی نے تصوف کے اسرار و رموز کو قصے کے طور پر بیان کیا ہے۔ یعنی قصے کے ذریعے حسن حقیقی (جلوۂ خداوندی) تک پہنچنے اور اس کا دیدار حاصل کرنے کے دوران پیش آنے والے واقعات اور کیفیات کو مجاز کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ سب رس کے بیشتر کردار عشق حقیقی کی صفات کی نمائندگی کرتے ہیں تو واقعات جلوۂ خداوندی تک پہنچانے والے واقعات کا مجازی بیان ہیں۔ قصے کے بیان کے دوران میں اپنی انشا نگاری کا جوہر دکھاتے ہوئے وجہی نے ایسے اشارے چھوڑے ہیں جن کی مدد سے قاری کا ذہن ان مجازی واقعات اور کرداروں کی حقیقی معنویت کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور اس طرح تمثیل کے باطنی معنی ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔

سب رس کی عظمت کی دوسری وجہ وجہی کی انشا پردازی ہے۔ وجہی نے قصے کے بیان کے ساتھ ساتھ پند ونصیحت کے جوہر دکھائے ہیں۔ سماجی زندگی سے متعلق مختلف حقائق پر مثلاً عبادت، عشق حقیقی، زندگی میں عقل کی اہمیت، بڑھاپے کی کیفیت، شراب نوشی، علم کی عظمت، خیر وخیرات کی ضرورت، علم کی افادیت وغیرہ پر بے ساختہ و بے محابا لکھا ہے۔ ایک ایک خیال کو سوسو انداز سے بیان کیا ہے۔ موتیوں کے خزانے لٹائے ہیں۔ یہ وہ موتی ہیں جنھوں نے نہ صرف سب رس کی بلکہ وجہی کی بھی آبرو و وقعت اور قدر و قیمت کو برقرار رکھا ہے۔

سب رس اگرچہ نثر کا ابتدائی نمونہ ہے۔ لیکن وجہی نے اس ابتدائی نثر میں مسجع ومقفی عبارت لکھ کر اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کے علاوہ دکنی زبان کو ایک اعلیٰ درجہ عطا کیا ہے۔

4.9 نمونۂ امتحانی سوالات

درج ذیل سوالوں کے جواب تیس تیس سطروں میں دیجیے۔

1. سب رس کا قصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
2. سب رس کے اسلوب پر روشنی ڈالیے۔
3. نثری ادب میں سب رس کے ادبی مقام کا تعین کیجیے۔

درج ذیل سوالوں کے جواب پندرہ پندرہ سطروں میں دیجیے۔

1. وجہی کی ادبی خدمات کا جائزہ لیجیے۔
2. سب رس کے تمثیلی عناصر کی معنویت کو اجاگر کیجیے۔
3. دیے گئے اقتباسات میں کسی ایک کی اس طرح تشریح کیجیے کہ تحریر کی ادبی وفنی خصوصیات سامنے آسکیں۔

4.10 فرہنگ

الفاظ		معنی
دبستان	=	ایک ادبی اصطلاح ہے۔ دبستان سے مراد مخصوص قواعد وضوابط، مخصوص طرز فکر اور اسلوب کی پیروی سے ہے۔
ملک الشعرا	=	لغوی معنی شاعروں کا بادشاہ۔ دراصل یہ ایک خطاب ہے جو قدیم زمانے میں بادشاہوں کی طرف سے کسی اعلیٰ درجے کے شاعر کو دیا جاتا تھا۔

تخت نشین = تخت پر بیٹھنا، حکومت کرنا، بادشاہ بننا

مناسبت = باہمی تعلق، جس کی نسبت سے، مطابق

ادبی مورخ = ادب کی تاریخ لکھنے والا

طرۂ امتیاز = ایسا کارنامہ جو نمایاں مقام بخشے۔ نمایاں ترین کام

بیان کردہ = بیان کیا ہوا۔

ماخوذ = اخذ کیا ہوا

طبع زاد = ایسی تخلیق جو کسی کی نقل میں نہ لکھی گئی ہو۔ اپنے طور پر لکھی گئی ہو

حرف آنا = الزام آنا، عیب لگنا

بازار گرم ہونا = محفل جمنا، بازار عروج پر آنا

تا ابد = ہمیشہ کے لیے، ابد تک

درگزر کرنا = نظر انداز کرنا، معاف کرنا

کیمیا گر = وہ شخص جو مٹی کو سونا بنانے کا فن جانتا ہے

برہم ہونا = غصے میں آنا، رنجیدہ ہونا، پریشان ہونا

کنایہ = جب کوئی لفظ یا واقعہ اپنے حقیقی اور مجازی دونوں معنوں میں مستعمل ہو تو اسے کنایہ کہتے ہیں

ناگاہ = اچانک، یکا یک

خاطر داری کرنا = مہمان نوازی کرنا، آؤ بھگت کرنا

غائبانہ = غیر موجودگی میں

تابع داری = اطاعت، غلامی، ملازمت

ہمراہ کرنا = ساتھ بھیجنا

شب خون = رات میں کیا جانے والا حملہ

جرار = بھاری، کثیر، لشکر جرار مطلب کثیر فوج

کُلیلیں بھرنا = ہرنوں کا چوکڑیاں بھرنا، خوشی یا مستی میں ہرنوں کا چھلانگیں مارنا

گھوڑا ڈالنا = پیچھا کرنا، گھوڑے کو کسی کے پیچھے لپکانا

چھل = دھوکہ، فریب

سنپڑیا = پھنسا

روبہ رو = آمنے سامنے، مقابل میں

ہمزاد = جو ساتھ پیدا ہو، (مراد شیطان جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے)

چاہِ ذقن = تھڈی میں جو ہلکا سا گڑھا ہوتا ہے، اسے چاہِ ذقن کہتے ہیں

واصل = ملا ہوا

راز و نیاز = پوشیدہ باتیں، محبت کی باتیں

اتاولی = بے چین

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY

معمور کرنا	=	مقرر کرنا، آباد کرنا
صعوبتیں	=	مصیبتیں، مشکلیں، تکلیفیں
تاسف	=	افسوس
مصالحت	=	میل ملاپ، صلح صفائی
گشت کرنا	=	گھومنا، پھرنا، چکر لگانا
محور	=	مرکز، وہ مرکز جس کے اطراف کوئی چیز گھومتی ہے۔ دُھرا جس پر پہیہ گردش کرتا ہے
جامِ عشرت نوش کرنا	=	عیش/مستی کے جام پینا، عیش و مستی کرنا
مراحل	=	مرحلے کی جمع
وصال	=	ملاپ
محیط	=	پھیلا ہوا، گھرا ہوا
پامال	=	برباد، ناکارہ
ماخذات	=	ماخذ کی جمع، وہ جگہیں جہاں سے کسی چیز کی ابتدا ہو، منبع کی جمع
تجسیم	=	جسم میں ڈھالنا، کسی شکل میں ڈھالنا
پیکر	=	روپ، شکل، قالب
استفادہ کرنا	=	فائدہ اٹھانا، فائدہ حاصل کرنا
کجا	=	کہاں، کس جگہ
بُعد	=	فرق، دوری، فاصلہ
اپج	=	پیداوار، نئی بات، اُگنا
مقفیٰ عبارت	=	ایسی عبارت جس کے جملوں کے آخر میں قافیے پائے جائیں
انشا پردازی	=	مضمون لکھنا، لکھنے کا انداز
اسالیب	=	اسلوب کی جمع، طریقے، طرز

4.11 سفارش کردہ کتابیں

1. ڈاکٹر جمیل جالبی — تاریخ ادب اردو۔ جلد اول
2. مولوی عبدالحق (مرتب) — سب رس
3. ڈاکٹر شمیم انہونوی (مرتب) — سب رس
4. ڈاکٹر سیدہ جعفر — دکنی نثر
5. ڈاکٹر منظر اعظمی — سب رس کا مطالعہ
6. پروفیسر گیان چند جین — اردو کی نثری داستانیں

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY
Accn. No MA-06?
Date 03. 08. 2015
MANUU * HYDERABAD *

…………………